ہسپانیہ کے مسلمانوں کی طبی خدمات

مسز رخسانہ لطافت☆

طب کوئی مردہ فن نہیں ہے آج بھی ایک زندہ علم اور علمی تجربے کی چیز ہے۔ طب ایک باقاعدہ فن ہے ایک علم ہے اس کی اپنی روح ہے، اپنا مزاج ہے، اپنے خدوخال ہیں اس کے تجربات کا ایک طرز ہے اور اس کے دائرے میں قیاس و تخیل کا ایک خاص راستہ ہے۔ اپنے فنی استحکام اور علمی بالیدگی کے سبب اس نے ایک ہزار برس سے زیادہ اسلامی دنیا پر حکومت کی ہے بڑے بڑے منتہی اور صاحب کمال پیدا کئے ہیں جن کی جانفشانیوں اور ریاض و محنت نے اس کا ایک مخصوص انداز قائم کر دیا ہے.... پھر وہ اپنے دور عروج سے آج تک مسلسل ایک عملی فن رہا ہے نہ کبھی میدان زندگی سے دور ہٹا اور نہ کبھی گوشہ گمنامی کی نظر ہوا۔

مشرقی علم و فن کی ہر شاخ انگریزوں کے دور اقبال میں زوال سے آشنا ہوئی اور یورپ کی ہر چیز ان کے عروج میں مسند کمال کو پہنچی۔ اگر یہ سب کسی علمی بنیاد پر یا کسی حقیقی تقاضہ فن کے پیش نظر ہوا ہوتا تو نہایت معقول اور حد درجہ لائق احترام بات ہوتی مگر.... یہ ایک علمی ٹریجڈی ہے کہ عروج و زوال کا یہ حیرت انگیز انقلاب سیاست کی مصلحتوں اور ملکی اور نسلی عصبیت کے پیش نظر ہوا۔ مسلمانوں نے علم طب میں جو کارنامے انجام دیئے ان کو فراموش کر دیا گیا اور تمام ترقیوں کے ذمہ دار یورپی اقوام اور ممالک ٹھہرے حالانکہ ساری ترقی مسلمانوں کی تحقیق کی مرہون منت ہے...

☆ اسسٹنٹ پروفیسر، شعبہ عربی کوئین میری کالج لاہور

ہسپانیہ پر مسلمانوں نے دسویں صدی ہجری تک حکومت کی اور اپنے زمانہ اقتدار میں ایسے ایسے کارنامے سرانجام دیئے کہ انسانیت آج تک ان سے مستفیض ہو رہی ہے یورپ کے بڑے بڑے سکالر اور محقق آج بھی ہسپانوی مسلمانوں کی علمی' ادبی اور دینی خدمات کو عزت کی نظر سے دیکھتے ہیں۔ اس وقت ہمارا موضوع ہسپانیہ کے مسلمانوں کی طبی خدمات ہیں اس لئے اب ہم ہسپانوی مسلمانوں کے طبی کارناموں کا ذکر کریں گے اور ان طبی شخصیات کی خدمات جلیلہ کا ذکر کریں گے جن کے احسانات سے آج بھی دنیا فائدہ حاصل کر رہی ہے :

ہسپانیہ کے نامور مسلمان اطباء

ہسپانیہ میں مسلمانوں نے عظیم طبی خدمات انجام دیں اور طب کے میدان میں بڑے بڑے کارنامے انجام دیئے۔ ہسپانیہ میں اس میدان کے شہسوار بہت سے لوگ تھے مگر ان سب کا فرداً فرداً ذکر یہاں محال ہے البتہ ان میں سے زیادہ اور اہم لوگوں کا حال یہاں بیان کرنا ممکن ہے اور ان کی خدمات بیان کی جا سکتی تھیں۔

"ابو القاسم الزہراوی"

خلف بن عباس الزہراوی ہسپانوی دور حکومت کے نہایت بلند پایہ اور یگانہ روزگار طبیب اور جلیل القدر سرجن تھے۔ آپ مدینۃ الزہرا میں پیدا ہوئے اور اسی نسبت سے الزہراوی کہلائے ابن ابی اصیبعہ لکھتے ہیں کہ

> "کان طبیبًا فاضلًا جیداً بالادویة المفردة و المرکبة— جیدالعلاج — وله تصانیف کتابه مشهور فی ضناعة الطب و افضلها الکبیر المعروف بالزہراوی" (۱)

آپ نے ابتدائی تعلیم قرطبہ سے حاصل کی اور علم و تجربہ سے فراغت حاصل کرنے کے بعد امیر عبدالرحمٰن کے طبیب مقرر ہوئے جو ہسپانیہ خاندان کا آٹھواں تاجدار تھا پروفیسر براؤن کے الفاظ میں :

> "قرطبہ نے عربی نسل سے سب سے بڑا سرجن پیدا کیا جس کا نام ابوالقاسم الزہراوی ہے اور جو یورپ میں Abuicosis ا لبکاسس Albuasis اور Alsaharavius کے ناموں سے مشہور ہے۔" (۲)

الزہراوی کی علمی منزلت سورج کی طرح روشن اور عیاں ہے۔ الزہراوی پہلا طبیب ہے جس نے سرجری کو باقاعدہ ایک اور فن کی حیثیت سے متعارف کرایا ورنہ زمانہ قبل کے طبیب اس سے کلیتہً ناآشنا اور بے بہرہ تھے۔ نیرواسطی لکھتے ہیں کہ

"زھراوی نے ایک شاندار علمی اور اسلامی ماحول میں تعلیم پائی جبکہ ملت اسلامیہ کے عروج و اقبال کا آفتاب نصف النھار پر تھا اور تمام مشرقی و مغربی اسلامی سلطنتوں کے آسمان پر علوم و فنون کی گھنگھور گھٹائیں چھائی ہوئی تھیں ہر طرف علم و حکمت کے دریا رواں تھے یعنی ایک طرف تو بغداد علم و ہنر کا مرکز بنا ہوا تھا اور دوسری طرف قرطبہ میں بنی امیہ کی عظمت و شوکت اور جاہ و جلال کا پرچم تمام علوم اولین و آخرین کی کائنات کو اپنی پناہ میں لئے کھڑا تھا"(۳)

حکیم نیرواسطی "ڈاکٹر صرفی" کے حوالے سے الزھراوی کی علمی خدمات کے بارے میں یوں رقمطراز ہیں کہ

"ابوالقاسم الزھراوی قرطبہ کے شاہی ہسپتال کے جلیل القدر ہاؤس سرجن تھے۔ اس کا ثبوت آپ کی اس تحریر سے بھی ملتا ہے جو ڈاکٹر صرفی نے اپنی کتاب دعوت الاطباء کے ترجمے میں شائع کی ہے"(۴)

زہراوی اور علم جراحت

اگرچہ الزہراوی کا زمانہ دسویں صدی عیسوی کا ہے مگر اس کی علمی شہرت اور مقبولیت آج بھی اسی طرح زندہ و تابندہ ہے اور مشرق اور مغرب کے فاضل ان کے نام کے سامنے سرنیاز خم کرنا سعادت سمجھتے ہیں۔ دیگر خصائص کے علاوہ ان کی ممتاز خصوصیت ان کا علم کمال جراحت ہے جس میں ان کا کوئی حریف نہیں یورپ' فرانس اور ویانا کے عظیم الشان ہسپتالوں میں جو سرجری کی شان و شوکت نظر آتی ہے وہ الزہراوی کی مرہون منت ہے

"التصریف لمن عجزعن التالیف" زہراوی کی وہ بے مثال اور عظیم تصنیف ہے جس نے مشرق و مغرب میں الزہراوی کے علم و ہنر کی دھوم مچا دی ہے۔ یہ تصنیف ایک ضخیم طبی انسائیکلوپیڈیا ہے جو فن طب کے علمی اور عملی دو حصوں میں منقسم ہے اور ہر حصہ پندرہ حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے اس کتاب کا ایک حصہ علم جراحت کے لئے مخصوص ہے اور یہی درحقیقت اس تالیف کی روح رواں ہے جس سے زہراوی کے علم جراحت کے کمالات کا اندازہ

کیا جا سکتا ہے المقری کا بیان ہے کہ

"میں نے زہراوی کی اس فن جراحت پر لکھی ہوئی کتب دیکھی اور پڑھی ہیں اور میرا یہ دعویٰ ہے کہ ان جیسی کتابیں اس فن میں تصنیف نہیں ہوئیں اور بلحاظ قول و عمل ایسی کتابیں نہیں مل سکتیں:"(۵)

حمید عسکری لکھتے ہیں کہ

"حقیقت یہ ہے کہ زہراوی سرجری میں جو نادر آپریشن کرتا اپنے روزافزوں تجربوں سے اس فن میں نئی نئی راہیں کھولتا اور آپریشن کے لئے نئے آلات بنواتا تھا ان سب کی تفصیل وہ اپنے احاطہ قلم میں بھی لاتا تھا۔ یہاں تک کہ اس کے قلم سے یگانہ روزگار تصنیف ظہور میں آگئی جو صدیوں تک یورپ کی یونیورسٹیوں میں سرجری کی واحد کتاب کے طور پر داخل درس رہی.... التصریف اگرچہ طب کی دونوں شاخوں میڈیسن اور سرجری پر مشتمل ہے لیکن اس کا سب سے اہم حصہ سرجری کا ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ اس سے پہلے میڈیسن پر تو عربی میں۔ بہت سی کتب ملتی ہیں مگر سرجری میں التصریف ہی پہلی جامع و مفصل اور مکمل کتاب ہے"(۶)

ابن ابی اصیبعہ اس کتاب کی مدح و ثناء میں رطب اللسان ہے وہ لکھتا ہے کہ

"و خلف ابن عباس الزهراوی من الکتاب التصریف لیمن عجز عن التالیف وهو اکبر تصانیفها و اشهرها وهو کتاب تام فی معناه"(۷)

الزہراوی کی کتاب التصریف آلات و جراحت کی نہایت خوبصورت تصاویر سے مزین ہے اور یورپ کے ڈاکٹر اعمال جراحی میں جو آلات استعمال کرتے ہیں وہ تقریباً اس میں موجود ہیں اس میں تقریباً تمام اعمال جراحی کو نہایت وضاحت کے ساتھ مرتب کیا گیا ہے حتی کہ جبر عظام سے لے کر ہر قسم کے چھوٹے بڑے آپریشنوں کا مکمل بیان اس میں موجود ہے جس سے یہ حقیقت آفتاب کی طرح روشن ہو جاتی ہے کہ عرب اطباء جراحی میں مہارت نامہ اور ید طولیٰ رکھتے تھے اور مغربی اطباء نے سرجری میں جو استادانہ مہارت پیدا کی ہے وہ سب عرب اطباء کی مساعی کا ہی نتیجہ ہے۔

التصریف تین بڑے حصوں میں منقسم ہے۔ پہلا حصہ داغ دینے کے بارے میں ہے جو ازمنہ وسطیٰ تک بعض امراض کے علاج میں کیا جاتا تھا۔ دوسرے اور تیسرے حصے میں عملی جراحت کا بیان ہے اور یہی اس کتاب کے اہم ترین حصے ہیں ان میں دانت نکالنے' آنکھوں کا

آپریشن کرنے، حلق کا کوا کاٹنے، مثانے سے پتھری نکالنے، بواسیر کے مسوں کو کاٹنے، خنازیر کا آپریشن کرنے، ٹوٹی ہوئی ہڈی جوڑنے، اترے ہوئے جوڑوں کو چڑھانے، عضو ماؤف کو کاٹنے اور ہر قسم کے پھوڑوں کو چیرنے کی تفاصیل دی گئی ہیں۔

غلام جیلانی برق لکھتے ہیں کہ

"زہراوی سے پہلے ٹوٹے ہوئے اعضاء کو جوڑنے کا فن مکمل نہ تھا قدیم اطباء کی تصانیف میں کہیں کہیں ایسی باتوں کا ذکر آیا تھا زہراوی نے سخت محنت کی اور جانفشانی سے اس فن کو مرتب کیا..... زہراوی نے ایسے معالجات کا ذکر بڑی وضاحت سے کیا جن میں اسے چیرپھاڑ اور ٹوٹی ہوئی ہڈیوں کو جوڑنا پڑا تھا اور ان علاجوں میں کامیاب ہوا"(۸)

التصریف کی بعض اہم خصوصیات

ناقدین کی رائے ہے کہ التصریف کی چھ منفرد خصوصیات ہیں

۱۔ پہلی خصوصیت یہ ہے کہ ماخذ نہایت مستند ہیں۔

۲۔ دوسری خصوصیت : فاضل مؤلف کی ذاتی معلومات اور تجارب ہیں۔

۳۔ تیسری خصوصیت : مؤلف کا سلیس انداز بیاں اور عام فہم انداز نگاری ہے جس کے ذریعے وہ فن جراحت کے طریقے ساتھ ساتھ ذہن نشین کراتے چلے جاتے ہیں۔

۴۔ یہ تالیف فن جرات میں عملی حیثیت سے نہایت مفید ہے اور فاضل مؤلف نے اس کتاب میں اپنے عہد کی عام اور قدیم ذہنی اور فکری مسائل سے قطع نظر کرتے ہوئے ان فنی مباحث کا ذکر کیا ہے جو عملی طور پر پیش آتے ہیں۔

۵۔ پانچویں خصوصیت اس کی وہ تصاویر و آلات جراحت ہیں جو منقوش ہیں۔

۶۔ چھٹی خصوصیت کتاب کی مقبولیت خدا داد ہے جو مشرق و مغرب سے حاصل ہوئی یہ تالیف مشرقی اطباء کے دستور اور مغرب میں موجود ترقی اور عروج کی سنگ بنیاد ہے۔

ڈاکٹر کیمبل Campbell لکھتے ہیں کہ

"ابوالقاسم الزہراوی کی شہرت عرب میں بو علی سینا کی شہرت پر بہت جلد سبقت لے گئی لیکن عرب جراحوں نے آپ کے اصول بہت زیادہ نہیں اپنائے.... بارھویں صدی میں "جیرارڈ آف کریمونا نے اس کا لاطینی زبان میں ترجمہ کر کے مغرب کو علم

جراحت سے متعارف کرایا۔"

نیرواسطی لکھتے ہیں کہ

"زہراوی نے مسیحی ممالک میں علم جراحت کی معیاری عظمت کو بلند تر کر دیا الزہراوی کا علم جراحت ۱۳۶۸ء تک یورپ میں اچھی طرح جڑ پکڑ چکا تھا" (۹)

آج یورپ کے قانون جراحت میں جو رنگا رنگی نظر آ رہی ہے وہ الزہراوی کی ہی مساعی جمیلہ کی مرھون منت ہے مدتوں تک اہل مغرب الزہراوی کی کتاب جراحت سے استفادہ کرتے رہے ہیں یہ تالیف مدتوں تک مغرب کی درسگاہوں میں شامل نصاب رہی ہے اور اٹلی میں خصوصیت کے ساتھ اس کی تدریس پر توجہ دی گئی ڈاکٹر کیمبل زہراوی کی عملی مہارت کے بارے میں کہتے ہیں کہ

"Albucasis descriptions of operations are clear and particularly valuable because they partray the figures of surgical instruments used in the middle ages' for there are few illustrations dating during the Arabian period' the most of the figures of media'al times were derived from those of albucasis and incidentally show knowledge of perspective."(۱۰)

کشف الظنون میں حاجی خلیفہ التصریف کے بارے میں لکھتے ہیں

"التصریف لمن عجزعن التالیف للشیخ ابی القاسم جعله علی ثلاثین مقالة اکثرها فی الادویة المرکبة" (۱۱)

خلف بن عباس کے بارے میں الزرکلی لکھتے ہیں کہ

"خلف بن عباس طبیب من العلماء ولد فی الزهراء جاء فی دائرة المعارف البمریطانیة والیها نسبته جاء فی الجراحة عندالعرب بأشهر کتابه التصریف لمن عجز عن التالیف فی الطب اکثره فی الجراحة والمقالة فی عمل الیه" (۱۲)

عمر رضا نے معجم المؤلفین میں ایک بہترین فقرہ لکھا ہے کہ

"خلف بن عباس الزهراوی طبیب خبیر بالادویة المفردة والمرکبة" (۱۳)

المختصر یہ کہ ابوالقاسم الزہراوی کے علم جراحت نے یورپ میں ایک نہایت زبردست

حاکمانہ اثر و اقتدار حاصل کیا ہے اور اس کی ذات جس طرح عربی طب کی محسن ہے اسی طرح مغربی طب کی بھی مربی ہے حتی کہ عہد حاضر کے تمام مغربی مصنفین اور مستشرقین کی رائے کے مطابق سرجری کی ترقیات کی ابتدا الزہراوی سے ہوتی ہے یورپ نے الزہراوی سے پیش از پیش استفادہ کیا اس طرح زہراوی کے علم و فن نے اس کے نام کو ہر سمت چار چاند لگا دیئے۔

"ابن جلجل"

اسلامی اندلس نے جو انسانیت کو بہترین مصنف اور طبیب دیئے ہیں ان میں اسحاق بن عمران ابن جلجل علمی و فنی حیثیت کا مالک و حامل ہے۔ اس نے طب کے علمی اور عملی دونوں شعبوں میں گراں قدر خدمات انجام دی ہیں معالجات میں اس کا اپنا دستور علاج ہے اور علاج بالمفردات کے بڑے حاملین میں سے ہیں ابن ابی اصیبعہ کہتے ہیں کہ

"وكان طبيبًا حاذقًا متميزاً بتاليف الادوية المركبة بتفرقة العلل اشبه الاوائل فى علمه وجوده قرطبه"(۱۴)

ابن القفطی کہتے ہیں کہ

"ابن جلجل فن طب میں ماہر اور علوم و اوائل تاریخ میں منفرد مقام رکھتا ہے اس کی چھوٹی سی کتاب کا نام تاریخ الحکماء ہے کتاب اس قدر مختصر ہے کہ تشفی نہیں ہوتی مگر انداز بیاں نہایت سہل اور مئوثر ہے"(۱۵)

ابن جلجل فن و علم طب میں کثیر تصانیف کا حامل ہے ڈاکٹر کیمبل اور ڈاکٹر براؤن نے اس کی ایک درجن سے زیادہ تصانیف پر تبصرہ کیا ہے۔ تاریخ مشاہیر کے یگانہ روزگار مصنف ابن ابی اصیبعہ کی رائے میں اس کی فن طب کے ہر شعبے میں کوئی نہ کوئی مکمل تصنیف ضرور ہے وہ لکھتے ہیں کہ

"ولاسحق بن عمران من الكتب كتاب الادوية المفرده كتاب العنصر و التمام فى الطب معاله فى الاستسقاء' كتاب نزهة النفس' كتاب فى الماليخوليا' كتاب فى الفصد' مقالة فى علل القولنج وانواعه' مقالة و جيزة و غيرها"(۱۶)

حکیم غلام جیلانی برق ابن جلجل کی فنی حیثیت پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں

"ابن جلجل مفرد دواؤں کیق وت کا اچھا واقف کار اور ان تجربے میں خوب مشاق تھا

دیسقوریدس کی کتاب سے مفرد دواؤں کے نام لے کر عربی زبان میں ان کی تفسیر، غیر معلوم ادوایات کے ناموں کی تشریح و توضیح کی اور جن دواؤں کا استعمال لا علمی کی وجہ سے اس زمانے کے اطباء میں رائج نہ تھا ان کی مکمل تعریف کی اور مزاج اور ترکیب پر مکمل بحث کی۔" (۱۷)

ابن جلجل کا قول ہے کہ

"مجھے علم طب یعنی مرکب ادویات کی ماہیت معلوم کرنے کا بہت شوق تھا خداوند کریم نے مجھے توفیق دی اور اس میں جس قدر معلومات میں بہم پہنچا سکتا تھا اس کو میں نے اس شرح میں قلمبند کیا تاکہ خلق خدا فائدہ اٹھائے اور ایک مفید چیز ضائع ہونے سے بچ جائے اللہ تعالیٰ نے انسانی ابدان کے لئے امراض کا پیدا ہونا بھی رکھا ہے اور اپنی رحمت سے ان کی شفا کا انتظام بھی فرمایا اور زمین سے اگنے والی جڑی بوٹیوں کو ان انسانی ابدان کے لئے بمنزلہ شفا کے مقرر کر دیا اور انسانوں کو ان سے فائدہ اٹھانے اور استعمال میں لانے کا علم رحمت فرمایا کیونکہ ہر قسم کے حیوانات، نباتات اور زمین کے اندر موجود خفیہ دھاتیں سب انسان ہی کے نفع کی خاطر ہیں اور اللہ تعالیٰ نے اس میں انسانوں کے لئے شفا کے جوہر پوشیدہ رکھے ہیں"(۳۰)

حکیم نیرواسطی ابن جلجل کے بارے میں لکھتے ہیں کہ

"ابن جلجل اموی خلیفہ ہشام بن عبدالرحمٰن کا طبیب تھا"(۱۸)

ڈاکٹر براؤن کا کہنا ہے کہ

"مشہور درباری طبیب ابن جلجل الزہراوی کا ہم عصر تھا اس نے اطباء اور فلاسفر کے حالات زندگی پر ایک کتاب لکھی تھی مگر افسوس وہ مفقود ہو گئی ہے"

عمر رضا ابن جلجل کے بارے میں لکھتے ہیں کہ

"سليمان بن حسان المعروف ابن طبيب من اهل قرطبة ومن تصانيفه تفسير اسماء الادوية المفردة و كتاب فى طبقات الاطباء والحكماء" (۱۹)

ابن البیطار

ابن البیطار نہ صرف ہسپانیہ بلکہ پوری ملت اسلامیہ کی زینت ہے اس نے علم الادویہ اور

مفردات میں ایسی ایسی تحقیقات کی ہیں کہ آج تک کوئی ان کی مثال پیش نہیں کر سکا ڈاکٹر براؤن اس کے تعارف میں لکھتے ہیں کہ

"تیرھویں صدی عیسوی کا نام جیسے کسی طرح بھلایا نہیں جا سکتا ماہر علم نباتات ابن البیطار کا ہے جو صحیح معنوں میں دیسقوریدوس کا جانشین تھا ابن البیطار نے نباتات کی تحقیق کے سلسلے میں یونان' ایشیائے کوچک اور مصر کی پوری سیاحت کی ہے اور یورپ میں علم الادویہ پر اس کی کتابوں کو لون تھمر اور الکلاوک کے ذریعے شہرت حاصل ہوئی ہے"(۲۰)

جرجی زیدان کہتا ہے کہ

"ابن البیطار کا زمانہ آیا تو اس نے کتاب دیسقوریدوس اور علم الادویہ پر ریسرچ' تحقیقات اور انکشافات کے سلسلے میں وہ کارنامے سرانجام دیئے جو ہمیشہ جگمگاتے رہیں گے"(۲۱)

ابن ابی اصیبعہ لکھتے ہیں کہ

"ابن البیطار نباتات کی نعرفت و تحقیق' مقامات پیدائش اور ان کے مختلف ناموں کے علم میں یگانہ روزگار اور اپنے وقت کا علامہ تھا اس نے یونانیوں کے شہروں اور بلاد روم کا سفر کیا اس نے بہت سی جڑی بوٹیوں کا علم حاصل کیا اور ان کو ان کی اصل جگہ پر جا کر دیکھا۔"

ادویہ شناسی کے بارے میں لکھتے ہیں کہ

"واخذ عنهم معرفة نباتات كثير و عانيه فى مواصفة واجتمع فى المغرب و غيره بكثير فن العقلا فى النبات وعاين منابته و تحقق حصنه والقس دراية كتاب ديسقوريدس"(۲۲)

ابن البیطار نے کتاب دیسقوریدس کی شرح کے سلسلے میں ایک کتاب الایانة ولاعلام" کے نام سے لکھی اور علم الادویہ پر شہرہ آفاق کتاب "الجامع فی الادویۃ المفردہ" تالیف کی جو آج تک علم الادویہ پر اپنے موضوع کے اعتبار سے منفرد اور لاثانی شمار کی جاتی ہے جرجی زیدان لکھتے ہیں کہ

"مسٹر اسکات اس کی خوبیوں سے اس درجہ متاثر ہیں کہ انہیں ماہر نباتات کی فہرست میں سب سے اوپر لکھتے ہیں اس کی آخری تصانیف المغنی فی الادویۃ المفردہ اور الجامع

فی الادویۃ المفردہ کے ناموں سے موسوم ہیں"(۲۳)

الجامع فی الادویہ المفردہ میں ابن البیطار نے امراض اور ان کے علاج پر بحث کرتے ہوئے بتایا ہے کہ مفرد ادویہ کس طرح اپنا اثر رکھتی ہیں اس میں یونانی اور عربی ماخذ کے علاوہ مصنف نے اپنے تجربات بھی بیان کئے ہیں۔ ابن البیطار کی یہ بہت بڑی خدمت ہے کہ اس نے کمال زحمت برداشت کر کے ہر ایک دوا کی شکل و صورت اس کے پیدا ہونے کی جگہ' خاصیت اور تجربہ کا پتہ لگایا ہے۔(۲۴)

اردو انسائیکلوپیڈیا آف اسلام میں ابن البیطار پر ایک تعارفی نوٹ دیا گیا ہے جس میں ان کی کتب کا ذکر بطور خاص کیا گیا ہے غلام جیلانی برق اس کے حالات بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ

"ابن البیطار اپنے زمانہ میں نباتات کی شناخت و تحقیق میں یکتائے روزگار اور علم نباتات میں گراں قدر شہرت کا مالک ہے اس نے یونان اور روم کے فن نباتات کے علماء سے جڑی بوٹیوں کا علم حاصل کیا اور اپنے زمانے کا سب سے بڑا عالم نباتات ہوا"(۲۵)

تصانیف

ابن البیطار کی تصانیف حسب ذیل ہیں

۱۔ کتاب الابانۃ والاعلام

۲۔ شرح ادویۃ کتاب دیوسقوریدس

۳۔ کتاب الجامع فی الادویۃ المفردہ

۴۔ کتاب المغنی فی الادویۃ المفردہ

۵۔ کتاب الافعال العربیۃ والخواص العجیبۃ

حاجی خلیفہ کشف الظنون میں الجامع فی الادویۃ المفردہ کے بارے میں کہتے ہیں کہ

"وهو كتاب كبير مشهور كتاب المفردات وسماه بالجامع لكونه جمع بين الداء والدواء في المفردات كل واحد من العقاقير قبل التركيب و هذا كتاب موضوع لبيان ماهيتها وقوتها و منافعه"(

عمر رضا معجم المولفین میں لکھتے ہیں کہ

"عبداللہ بن احمد ابن البیطار علم طب اور نباتات کے بہت بڑے عالم تھے انھوں نے مغرب سے مشرق تک کا سفر کیا اور نباتات کے بارے میں وسیع معلومات جمع کیں ان کی تصانیف میں جامع مفردات الادویۃ والاغذیہ اور مفرد اور مرکب ادویات کے بدن انسانی میں عمل کے سلسلے میں کتاب الابانۃ والا علام اور المغنی فی الادویۃ المفردہ شامل ہیں" (۲۷)

"خاندان ابن زھر"

ابن زھر کا خاندان قریباً تین صدی تک مسلم سپین کے طبی اساتذہ میں شہرت یافتہ تھا یہ خاندان اندلس میں طبی خاندان کے نام سے مشہور تھا اور نسل در نسل علم طب کی خدمات سر انجام دیتا رہا۔ اس خاندان میں زھر کے بیٹے مروان نے سب سے پہلے شہرت حاصل کی۔ ابن زھر کا پورا نام ابومروان بن عبدالملک بن محمد بن مروان بن زھر" تھا جو پہلے قیروان اور بعد ازاں مدت تک قاھرہ میں طبابت کرتا رہا تاریخ الاطباء میں غلام جیلانی لکھتے ہیں

"ابن زھر فن طب کا واقف کار، عالم اور ماھر تھا وہ طبی خدمات میں بہت مشہور تھا اس کا باپ محمد بن مروان علم دین کا زبردست عالم اور اشبیلیہ میں بے مثل محدث مانا گیا۔ اس قابل طبیب نے ممالک مشرق کا سفر کیا قیروان اور مصر میں جا کر فن طب کی تحصیل کی عرصہ دراز تک ان ممالک میں علم و تجربہ حاصل کر لینے کے بعد اندلس واپس آیا اور دانیہ میں جا کر مطب کھولا اس شہر کا حاکم اس وقت امیر مجاہد تھا اس نے ابو مروان کی بہت کچھ عزت و تکریم کی اور دانیہ میں اس کے معالجات کا شہرہ ہو گیا" (۲۸)

ابن ابی اصیبعہ نے لکھا ہے کہ وہ دانیہ سے اشبیلیہ چلا گیا جہاں اپنے پیچھے بہت سا مال و دولت چھوڑ کر وفات پائی۔ دوسری طرف ابن خلکان نے لکھا ہے کہ ابن زھر دانیہ ہی میں مرا: (۲۹)

"ابوالعلاء زھر بن ابی مروان عبدالملک بن محمد بن مروان" ابو مروان کا بیٹا تھا جو عام طور پر ابولعلاء کے نام سے مشہور ہے۔ ابو العلاء نے طبابت کا پیشہ اختیار کیا اور اپنے والد سے اعلیٰ فنی تربیت حاصل کی۔ اسے تشخیصی امراض میں حیرت انگیز مہارت حاصل تھی غلام جیلانی برق لکھتے ہیں کہ

"ابو العلاء ابن زھر بن ابی مروان حزاقت اور معالجات میں مشہور تھا اس کے ہاتھ

سے بہت کچھ معرکتہ الاراء علاج ہوئے جن سے اس کی فن طبابت میں قوت نظر اور علمی لیاقت کا اظہار ہوتا ہے مریضوں کے علاج میں اس کے عجیب و غریب معالجات مشہور ہیں مثلاً مریض کی صورت دیکھ کر مرض سے واقف ہو جانا کبھی مریض سے حال نہ پوچھنا صرف نبض دیکھ کر مرض کی تشخیص کر لینا وغیرہ" (۳۰)

ابن زہر حدیث اور ادب کی تحصیل کے لئے قرطبہ چلا گیا جہاں پر نہایت مشہور اساتذہ سے تعلیم حاصل کی اور تھوڑے ہی عرصے میں شہرت حاصل کر لی جس کی وجہ سے اشبیلیہ کے آخری عباسی حکمران المعتمد کی نظر اس پر پڑی اور اسے اپنے پاس بلا کر اعزازات سے مالا مال کر دیا۔ (۳۱)

تصانیف

ابن زہر کثیر التصانیف تھا مگر اس کی مندرجہ ذیل تصانیف ہم تک پہنچی ہیں

۱۔ کتاب الادویۃ المفردۃ

۲۔ کتاب الخواص

۳۔ الرازی نے جالینوس کی کتابوں پر جو شکوک وارد کئے تھے ان کی تردید میں ایک کتاب لکھی

۴۔ مجربات طبیہ

۵۔ ابن سینا کی تردید میں مقالہ

۶۔ کتاب اللغت الطبیہ جس میں فن طب کی باریکیاں درج کی گئی ہیں۔ ابن ابی اصیعہ اس کے بارے میں لکھتے ہیں کہ

"ھوا بوالعلاء شھور بالحزق والمعرفۃ ولہ علاجات مختارہ تدل علٰی قوتہ فی صناعۃ الطب علٰی وقائقس وکانت لہ نوادر فی مداوۃ المرض" (۳۲)

"ابو مروان عبدالملک بن ابی العلاء زہر"

ابوالعلاء کا بیٹا جسے عام طور پر ابو مروان بن زہر کہا جاتا ہے اشبیلیہ میں پیدا ہوا ادب فقہ اور علم دین کی اعلٰی تعلیم حاصل کرنے کے بعد اس نے والد سے علم طب پڑھا اور تھوڑے ہی عرصے میں اس فن میں اپنے والد کا ہم پلہ ہو گیا اور اپنے تجربات سے علاج الامراض میں بڑی

ناموری حاصل کی۔ ابن رشد سے اس کے گہرے تعلقات تھے اور وہ اسے جالینوس کے بعد بہت بڑا طبیب خیال کرتا تھا اس کی تصانیف میں "کتاب الاقتصاد فی اصلاح النفس ولا حبار اور کتاب المستیسیر فی المداوۃ وا لتدبیر قابل ذکر ہیں۔

ابن زھر کی کتاب المستیسیر بہت پائے کی کتاب ہے جس کے عبرانی اور لاطینی تراجم شائع ہو چکے ہیں یہ کتاب ابن رشد کے کہنے پر لکھی گئی چونکہ وہ خود کتاب الکلیات لکھنے میں مصروف تھا چنانچہ ابن زھر کو جزئیات طب پر لکھنے کے لئے کہا تاکہ دونوں کتب مل کر ایک عمدہ کتاب ہو جائیں۔ مغربی طب پر ابن زھر کا بہت اثر تھا جو اس کے لاطینی اور عبرانی ترجموں کی بدولت سترھویں صدی کے اختتام تک رہا ابن ابی اصیبعہ لکھتے ہیں کہ

"وكان جيدالاسقما فی الادوية المفردة والمركبة حس المعالجة قد شاع ذكره فی الاندلس وفی عندها من البلاد واشتغل الاطباء بمصنفاته ولم يكن فی زمانه من يماثله فی اعمال صناعة الطب"(۳۳)

ابوبکر ابن زھر

ابوبکر بن زھر اپنے بزرگوار عبد الملک ابن زھر کی وفاقت میں سلطان ابراہیم بن یوسف بن تاشفین المرابطی کا طبیب تھا اور خانوادہ مرابطین کی بربادی کے بعد ابن رشد کی شرکت میں درباری طبیب مقرر ہوا اس کے بعد موحدین کے خاندان میں چار پشتوں تک اس منصب پر سرفراز رہا۔ ابوبکر کی تشخیص اور حزاقت کا سارے یورپ میں شہرہ تھا تریاق حمینی اس کی بنائی ہوئی ایک معجون تھی جو متعدد امراض کے لئے اکسیر کا حکم رکھتی تھی۔

ابوبکر ابن زھر نے فقہ اور حدیث کے علوم عبدالملک الباجی سے حاصل کئے اور طب والد بزرگوار سے سیکھی۔ انہوں نے طب سے زیادہ عربی ادب میں شہرت پائی ان علوم میں اس نے ایسی مہارت پیدا کی کہ اپنی تصنیفات سے ذخیرہ کتب میں گراں قدر اضافے کئے ان علوم کے ساتھ شعرو ادب سے بھی شغف رکھتا تھا علامہ مقری اور ابن خلکان نے ابوبکر محمد کی سینکڑوں نظموں کا تذکرہ کیا ہے جو ندرت خیال میں بے مثل تھیں۔ جب ابن زھر کو درباری طبیب کی حیثیت حاصل ہوئی تو اس نے فنی کمالات کے ایسے نمونے پیش کئے جس سے مشرق و مغرب میں اسے بے پناہ شہرت حاصل ہو گئی۔ نتیجتہ" اس زمانے کے بڑے بڑے فاضل حکماء نے ابن زھر کے سامنے زانوئے ادب طے کیا اور اسی کی وجہ سے حکمت و طب کا ایک ایسا سکول جاری

ہوا جس نے بذات خود ایک زندہ و جاوید حیثیت اور مقام حاصل کر لیا:

ابو مروان ابن زہر کی معروف تصانیف حسب ذیل ہیں

۱۔ کتاب المتیسیر فی المداوۃ و التدبیر

۲۔ کتاب الاغذیہ

۳۔ کتاب الزینہ

۴۔ کتاب الامراض

۵۔ رسالتہ فی البرص و البہق(۴ ۳)

ابن وافد

وزیر ابوالمعروف عبدالرحمٰن بن محمد بن یحییٰ بن وافد اندلس کے جلیل القدر شرفا میں نہایت عالی خاندان سے تھا اس کے آباء و اجداد کی ملکی خدمتیں اور قومی احسان مشہور زمانہ ہیں ابن وافد نے جالینوس کی کتابیں پڑھنے اور ان کو سمجھنے میں بڑی محنت کی۔ ارسطو کی تصانیف پر گہری نظر ڈالی اور فلسفہ میں کامل ہو گیا۔ مفرد دواؤں کے علم میں بے نظیر مہارت حاصل کی اور اتنی دوائیں یاد کر لیں کہ اس زمانے میں کوئی اتنی دواؤں کا ماہر نہ تھا پھر اس ضمن میں ایک اعلیٰ پائے کی کتاب تصنیف کی جس میں کالینوس کی ادویہ مفردہ پر لکھی گئی کتب کا ہر ہر لفظ جمع کر دیا ابن وافد کا بیان ہے کہ میں اس کتاب کو بیس سال کی سخت محنت کے بعد مکمل کیا ہے

ابن وافد کا طرز تحریر یہ ہے کہ پہلے خود لکھتا ہے پھر ماخذ سے مقابلہ کرتا ہے ہر ایک دوا کا صحیح نام تلاش کر کے درج کرتا ہے۔ ابن وافد علاج بالغذا اور علاج بالمفردات کا بہت بڑا داعی ہے اس کا یہ مذہب ہے کہ جب تک غذا سے علاج ہو سکے' دوا کا استعمال نہ کیا جائے اور حسب دوا ضروری ہو جائے تو مفرد دوا کو استعمال کیا جائے اور مرکبات سے حتی المقدور پرہیز کیا جائے۔

تصانیف

عمر رضا نے ابن وافد کی چند کتب کا ذکر کیا ہے جن میں

۱۔ کتاب الادویہ المفردہ

۲۔ کتاب الوساد

۳۔ مجربات الطب

۴- تدقیق النظرفی علل حاستہ البصر

۵- مجموع فی الفلاحۃ

۶- کتاب المغیث

حکیم نیرواسطی لکھتے ہیں کہ

"ابن وافد کا مرتبہ اطبائے اندلس میں بہت بلند ہے بالخصوص علم الادویہ میں اس کا پایہ نہایت بلند ہے یہی وہ طبیب ہے جو علاج بالادویۃ میں اختصار کے مذہب کا بانی ہے"

"وله فی الطب مذہب وذلک انه کان لایدل النزاری بالادویۃ ما امکن التداوی بالاغذیه او ماکان قریبًا منها فازا دعت الصورۃ إلی الادویۃ فلا یدل انداوی بمرکبها ماوصل الی التداوی بمفردها-"

ابن القفطی نے بھی ابن وافد کے فنی مقام کا بنظر وقعت جائزہ لیا ہے اور اس کے مجتہدانہ مقام کا ذکر کیا ہے لکھتا ہے کہ

"ابن وافد اندلس کا ایک طبیب ہے جس نے جالینوس اور ارسطو کی تصانیف کا مطالعہ کیا ہوا تھا اور ادویہ مفردہ کا اتنا بڑا ماھر تھا کہ جالینوس اور ذیو سقوریدس کی تصانیف کا مطالعہ کرنے کے بعد انھیں نئے ڈھنگ سے مرتب کیا- علاج بالغذاء اور علاج بالمفردات کا بہت بڑا علم بردار تھا اور اپنے اس طریقے علاج سے لا علاج اور پیچیدہ امراض کا علاج کرنے میں کامیاب رہا" (۳۵)

الغرض ابن وافد ان اطبائے قدیم میں سے ہے جنھوں نے فن کے عروج و ترقی اور انسانیت کی فلاح کے لئے عظیم خدمات انجام دیں-

ابن رشد

ابوالولید محمد بن احمد بن محمد بن رشد اندلس کا سب سے بڑا فلسفی اور طبیب تھا ابتدائی تعلیم گھر پر اور بعد ازاں قرطبہ ہی میں مکتب کی تعلیم حاصل کی- ابن رشد کا دادا اور والد صاحب تصنیف حضرات میں سے تھے- ابن رشد ۱۱۶۹ء میں اشبیلیہ کا قاضی مقرر ہوا اور عرصہ تک اشبیلیہ اور قرطبہ میں قاضی القضاۃ کے فرائض انجام دیتا رہا ۵۷۸ھ میں ابن یوسف نے طبیب کی حیثیت سے مراکش بلایا لیکن تھوڑے ہی عرصہ بعد قاضی القضاۃ بنا کر واپس قرطبہ بھیج دیا-

ابن رشد نے علم طب میں علمی و عملی ہر دو قسم کی خدمات انجام دی ہیں۔ علمی طور پر اس نے طب میں نئی نئی تحقیقات کیں اور کئی ایک پرانے نظریات کو رد کر دیا کلیات اور علم الادویہ میں اس کے اپنے نظریات ہیں اور انہیں کی توضیع میں اس نے تصانیف مرتب کی ہیں

تصانیف

اس کی سینکڑوں کتب میں سے تحقیق کے بعد مندرجہ ذیل کتب کا علم ہو سکا ہے۔

۱۔ الکلیات ابن رشد کی تصانیف میں نہایت جامع ہے اور فن کلیات میں سب سے بڑی تصنیف ہے جس میں فن طب کے نصاب کو سات جلدوں میں تقسیم کیا گیا ہے ان جلدوں میں سے دوسری، چھٹی اور ساتویں تینوں کو ملا کر ان کا نام مجموعہ طب رکھا ہے۔ رسالۃ حفظان طب جو عربی زبان میں ہے کتب خانہ اسکوریل میں موجود ہے یہ بھی کلیات کا ایک حصہ ہے اس تصنیف کا ذکر ابن ابی اصیبعہ نے بھی کیا ہے۔

۲۔ مقالہ فی المزاج.... یہ ایک مکمل رسالہ ہے

۳۔ مقالہ فی النوائب الحمی یہ بھی نہایت جامع رسالہ ہے

۳۔ مقالہ فی النوائب الحمی یہ نہایت جامع رسالہ ہے

۴۔ ان کے علاوہ بھی کتب اور رسائل ملتے ہیں

یونانی تصنیفات کے خلاصوں اور شرحوں کی تفصیل حسب ذیل ہے

۱۔ ابن سینا کی مشہور طبی نظم "ارجوز" کی شرح ابن رشد کی مشہور ترین کتابوں میں شمار ہوتی ہے اور اسکوربل کے کتب خانے کے علاوہ آکسفورڈ لنڈن اور پیرس میں موجود ہے۔

۲۔ مقالہ فی التریاق... ابن رشد خود اس کا حوالہ اپنی کلیات میں دیتا ہے اس کا عربی نسخہ اسکوربل میں موجود ہے۔

۳۔ اجوبہ... عبرانی زبان میں اس کا نسخہ کتب خانہ اسکوربل میں ہے

۴۔ تلخیص کتاب الحمیات لجالینوس

۵۔ تلخیص کتاب القویٰ الطبیعہ لجالینوس

۶۔ تلخیص کتاب العلل والا عراض لجالینوس

۷۔ تلخیص کتاب الا سطمسات لجالینوس

۸۔ تلخیص کتاب المزاج لجالینوس

۹۔ تلخیص کتاب الادویۃ المفردہ لجالینوس

ان رسائل کے علاوہ ابن ابی اصیبعہ نے جن کتب کا ذکر کیا ہے ان کی تفصیل درج ذیل ہے

۱۰۔ تلخیص کتاب التعریف لجالینوس

۱۱۔ تلخیص نصف الثانی فی کتاب حیلہ لجالینوس

۱۲۔ مقالہ فی المفردات

۱۳۔ مقالہ فی الحمیات العفنہ

۱۴۔ المراجعات والمباحث بین ابی بکر بن طفیل و بین ابن رشد فی اسعہ اللواء فی کتابہ الموسوم بالکلیات۔

دیگر قلمی نسخوں اور کتابوں کے جو احیائے علوم کے زمانے میں جمع کی گئی ہیں بہت سی ایسی کتب بھی ملتی ہیں جن پر مصنف کا نام درج نہیں ہے مگر یقینی طور پر کہنا مشکل ہے کہ وہ ابن رشد کی ہی تصنیف کردہ ہیں۔

بہرحال ابن رشد علم طب میں اپنی خاص اہمیت کا حامل ہے اور طب پر اس کے احسانات اب تک یاد کئے جاتے ہیں.....

ان مشہور و معروف اطباء کے علاوہ ہسپانیہ میں اور بھی مشہور اطباء اور ماہرین ادویہ گزرے ہیں جنہوں نے اس علم کو شہرت کے بام عروج تک پہنچایا اور بڑی خدمات ادا کیں محمد بن عبدالرحمٰن الاوسط کے زمانے میں "حمید بن آبان" خدا کی عطا کردہ نعمتوں میں سے ایک شمار کئے جاتے تھے وہ بہترین طبیب تھے لیکن ادویہ سازی میں بڑا نام حاصل کیا بہت سے نئے مشروبات، ادویہ اور سفوف ان کی طرف منسوب تھے

محمد بن فتح قرطبہ کا مشہور طبیب تھا اور سارے اطباء ادب سے اس کے آگے سر جھکاتے تھے۔ ہسپانیہ کے دوا ساز طبیبوں میں الحسرانی بہت مشہور ہے خاص طور پر معجون بنانے میں ماہر تھا الحکم ثانی کے خاص طبیبوں میں احمد و عمر دو بھائی بہت مشہور تھے جن میں احمد سب سے زیادہ معروف تھا اور قابل ترین طبیب تھا جوارشات بنانے میں اس کو ید طولیٰ حاصل تھا: عبدالرحمٰن الناصر کے دور میں یحییٰ بن اسحاق" بلند پایہ طبیب تھا اور الناصر اس کو بہت عزیز رکھتا تھا اس نے طبی دنیا میں بڑی شہرت حاصل کی اور کئی کتابیں تحریر کیں جن میں سب سے عمدہ اور قابل قدر "طب کبیر" تھی۔

احمد بن جابر الحکم ثانی کے زمانہ میں مشہور اطباء میں شمار کیا جاتا ہے طب پر کئی تصانیف ہیں اپنی تصانیف کی بدولت یورپ میں خاص شہرت پائی محمد بن عبدون قرطبہ کا آزاد خیال طبیب

مشہور تھا کسی دربار سے منسلک نہ رہا بلکہ عوام کی خدمت کرتا رہا ایک کتاب "کتاب فی التکسیر" بہت مشہور ہوئی(۳۶)

ابن الہیشم

یورپ میں شہرت پانے والوں میں عبدالرحمٰن بن اسحٰق بن الہیشم بھی ہے۔ علم البصر و النور میں اس کی تحقیقات کو یورپ میں بڑی منزلت حاصل ہوئی۔ اس نے سب سے پہلے شفق کا راز معلوم کیا امراض چشم پر اس نے بہت سے انکشافات کئے اس نے "ایتھر" کا نظریہ ایجاد کیا اور بتایا کہ نگاہ کے ماوراء ایتھر کی دنیا ہے۔ وہ زبردست عالم اور مصنف تھا اور اس کی کئی کتابیں اسپین کے نصاب تعلیم میں شامل تھیں۔

ان کے علاوہ سینکڑوں کی تعداد میں عیسائی اور یہودی اطباء بھی گزرے تھے جن کی تحقیقات اور تصانیف اسپین کے دور مسلم کا زبردست سرمایہ تھیں ان میں مشہور و معروف جواد' خالد بن یزید' ابن ملوکہ اسحٰق' مروان بن جناح' اسحٰق بن تیسار طیطلی اور ابوالفضل بن یوسف وغیرہ گزرے ہیں۔(۳۷)

اسلامی اندلس کے ہسپتال اور درسگاہیں

متذکرہ بالا تذکرہ تو مشہور و معروف اطباء اور ماہرین ادویات کا تھا اب اگر ہسپانیہ کے نظام طب' علاج گاہوں اور تربیت گاہوں کا بھی تذکرہ کر دیا جائے تو پتہ چلے گا کہ طب کی طرف عام طور پر مسلمان کس قدر میلان رکھتے تھے:

اندلس کی اسلامی حکومت کے زمانہ میں غرناطہ' قرطبہ اشبیلیہ اور دوسرے کئی شہر علوم و فنون کا مرکز تھے تمدن اسلامی اپنے عروج پر تھا اور بغداد' دمشق' قرطبہ اور غرناطہ سے اٹھنے والی علمی شعائیں پوری انسانیت کو منور کر رہی تھیں ابن ابی اصیبعہ اور ابن القفطی کی تصریحات سے معلوم ہوتا ہے کہ اسلامی دور حکومت میں غرناطہ بغداد' اشبیلیہ اور دمشق وغیرہ کے مشہور طبی مدارس اور ہسپتالوں میں طلباء کو باقاعدہ سرجری کی تعلیم دی جاتی تھی اور ان بیمارستانوں میں مریضوں پر تمام چھوٹے بڑے اعمال جراحت کئے جاتے تھے اور عملی تعلیم جراحت کے لئے وہاں لاشوں کو چاک کرنے کا اہتمام کیا جاتا تھا(۳۸)

اسلامی بیمارستان صحیح معنوں میں دارالشفاء بنے ہوئے تھے جہاں بلا تخصیص مذہب و ملت ہر امیر غریب کا علاج نہایت توجہ سے ہوتا تھا اور جہاں مختلف متعدی امراض کے مریضوں

عورتوں اور مردوں کے لئے علیحدہ علیحدہ وارڈ بنائے گئے اور ان میں مریضوں کی آسائش کا پورا پورا خیال رکھا جاتا تھا بعض شفا خانے خصوصاً ممتاز تھے ان شفاخانوں کے بارے میں براکلمن' گیریسن اور مقریزی لکھتے ہیں۔

"اسلامی بیمارستان میں بیمار کا علاج ہی نہیں ہوتا تھا بلکہ گھر جاتے وقت اس کو اس قدر سرمایہ بھی دیا جاتا تھا کہ وہ اپنی بیماری کے بعد کمزوری کے ایام فارغ اسبالی سے بسر کرسکے اور فوراً کسب معاش میں مصروف ہو کر دوبارہ بیمار نہ ہو جائے"(۳۹)

ہسپانیہ میں طبی نظام نہایت اعلیٰ پائے کے تھے ہسپتالوں میں طلباء کو سرجری کی نہایت اعلیٰ تعلیم دی جاتی تھی چنانچہ وہاں ان کو ہڈیوں کے کاٹنے جوڑنے حتیٰ کہ آنکھ' کان ناک حلق زبان' پیٹ' معدہ جگر اور مثانہ وغیرہ جملہ اعضائے ظاہری و باطنی کے عمل بالید کے طریقے عملی طور پر سکھائے جاتے تھے تاریخ طب میں مسلمانوں کی طبی ترقیات کا یہ شاندار نظارہ دیکھ کر اوسلر لکھتا ہے کہ

"آٹھویں اور گیارھویں صدی کے درمیان مسلمانوں میں طب کا اس قدر عروج ہوا کہ اس کی نظیر تاریخ عالم کے کسی دور میں نہیں ملتی"

الزھراوی کے زمانے میں مسلمانوں کا علم طب و جراحت اوج کمال پر تھا اور اسی عہد میں بغداد' غرناطہ اور اشبیلیہ وغیرہ تمام ممالک اسلامیہ میں اسلامی مدارس اور ہسپتالوں کا جال بچھا ہوا تھا Compbell اپنے مقالے میں لکھتے ہیں کہ

"قرطبہ مغربی خلافت کا مرکز ہونے کی وجہ سے مرکز مذہب مادر فلسفہ اور روشنی اندلس کے القاب سے مشہور تھا اسلامی دور حکومت میں اس میں تین سو مساجد' دو لاکھ مکانات' دس لاکھ باشندے پچاس شفا خانے اور قرطبہ کی لائبریری میں دو لاکھ پچاس ہزار کتابیں تھیں"

پروفیسر Hitti عبدالرحمٰن سوم کے زمانہ میں قرطبہ کی علمی منزلت کے بارے میں رقمطراز ہیں کہ

"In this period the Umayyad Capital tock place the most cultured city in Europe, with constantinople and Baghdad, as one of the three cultural centres of the world. When University of Oxford still looking upon halting as a heathen custom, generation of cardova scientists has been enjoying heathen in luxurious establishments."(۴۰)

پروفیسر ٹرنیڈ لکھتے ہیں کہ

۵"جس زمانے میں یورپ مادی اور روحانی دونوں اعتبار سے زیادہ تر مصیبت اور انحطاط کا شکار ہو رہا تھا ہسپانوی مسلمانوں نے ایک عظیم الشان تہذیب اور منظم اقتصادی زندگی کی تخلیق کی مسلم ہسپانیہ نے فن سائنس، طب اور فلسفہ کی نشوونما میں نتیجہ خیز حصہ لیا بلاشبہ اس زمانے میں ہسپانیہ یورپ کے لئے مشعل راہ کا حکم رکھتا تھا۔" (۴۱)

بارھویں صدی میں قرطبہ میں ایک ہزار بڑی درسگاہیں اور تعلیمی ادارے ایسے تھے جہاں ثانوی اور اعلیٰ تعلیم دی جاتی تھی ان درس گاہوں میں دس ہزار سے زائد ماہرین تعلیم ہروقت موجود رہتے ۔ ابن رشد، ابوالوفاء، ابوالقاسم، ابن زھر، ابن جلجل، ابن وافد اور الخطیب جیسے علماء فن ان اکابر میں سے ہیں جس کی نظیر دنیا آج تک پیدا نہ کر سکی۔

قرطبہ یونیورسٹی کے مقامی کالجوں میں گیارہ ہزار طلباء روزانہ تعلیم پاتے ان طلباء میں یہودی، عیسائی، اندلسی اور غیراندلسی سب ہی ہوتے۔ امراء کے بچوں کو چھوڑ کر ہر طالب علم کو مفت کتابیں دی جاتیں یونیورسٹی کے ماتحت جو کالج تھے ان میں ہر مضمون کے الگ الگ شعبے قائم تھے طب، ہیئت اور سائنسی کی درسگاہیں اپنی مثال آپ تھیں ان کالجوں کے ساتھ بہت بڑے دوا ساز ادارے اور تجربہ گاہیں بھی تھیں جہاں ہزارہا جانوروں کی نعشیں علم الابدان کی عملی تعلیم کے لئے ہر لحہ موجود رہتیں۔ طبیب اور دوا ساز کو سخت منزلوں سے گزرنا پڑتا تھا انہیں نہ صرف نظری تعلیم میں مہارت حاصل کرنا ہوتی بلکہ شاہی تجربہ گاہوں میں علمی تعلیم بھی لینا پڑتی۔

قرطبہ اشبیلیہ اور غرناطہ کی یونیورسٹیوں کی نہ صرف عمارتیں قابل دید تھیں بلکہ ان کی تجربہ گاہوں کا سامان بھی حیرت انگیز ہوتا تھا بعض سائنس دانوں کے معمل شاہی محلوں سے شاندار اور وسیع تھے اور سائنس دان کی سواری کا اس طرح احترام کیا جاتا جس طرح بادشاہ وقت کا (۴۲)

یونیورسٹیاں لائبریریوں سے مزین تھیں ان کتب خانوں میں ہر مضمون کی کتابیں جمع ہوتیں اندلس کی ان یونیورسٹیوں کے اساتذہ طب نے اپنے مشاہدات اور تجربات سے دنیا کو مستفیض کیا بارھویں صدی کے اواخر میں اشبیلیہ کے ابن العوام نے زراعت پر ایک عمدہ کتاب لکھی جو "الفلاح" کے نام سے مشہور ہے یہ نہ صرف اسلامی دنیا کی منفرد کتاب ہے بلکہ ازمنہ وسطیٰ میں بھی اس کی نظیر نہیں ملتی اس میں ایک طرف ابتدا کی یونانی اور عربی ماخذوں سے اور

دوسری طرف اندلس مسلمانوں کے لئے تجربات سے استفادہ کیا گیا ہے اس میں ۵۸۵ پودوں کا ذکر ہے اور پچاس سے زیادہ پھلوں کے درختوں کی کاشت کی تشریح کی گئی ہے یہ کتاب قلم لگانے' زمین کی خصوصیات اور کھاد پر نئے مشاہدات کی حامل ہے اس میں درختوں اور پھولوں کی کئی بیماریوں کی علامات اور علاج کے طریقے بھی بیان کئے گئے ہیں۔

اسی طرح قرطبہ کے ایک مشہور طبیب ابو جعفر بن محمد الفافی نے زراعت و فلاحت میں نئے تجربات کئے اور انہیں اپنی کتاب الادویہ المفردہ" میں نئے انداز میں پیش کیا۔ اس نے اندلس اور افریقہ سے مختلف پودے اکھٹے کئے اور انہیں نئے عربی ناموں سے موسوم کیا۔ حکیم ابن مسکویہ" بھی اس سلسلے کی ایک کڑی ہے جس نے سب سے پہلے پودوں میں نر اور مادہ کا ہونا ثابت کیا۔ موجودہ زمانے کی تحقیقات نے ثابت کر دیا ہے کہ نباتات میں بھی نر اور مادہ کا جوہر ہوتا ہے

پروفیسر گلیام لکھتا ہے کہ

"اسلامی طب اور طبیعیات نے آفتاب یونان کے نور کو اس وقت منعکس کیا جب وہ غروب ہو چکا تھا اور خوماہتاب کی طرح ضوفشاں ہوئے جس سے یورپ کی قرون وسطیٰ کی تاریک راتیں روشن ہو گئیں"(۴۳)

طب کی مختلف شاخوں مثلاً علم الادویہ' علم الابدان' علم منافع الاعضاء اور معالجات میں مسلم اطباء نے گراں قدر خدمات سر انجام دیں۔ چودھویں صدی میں یورپ جب سیاہ موت کی لپیٹ میں آ چکا تھا اور عیسائی اپنے رجعت پسندانہ اعتقادات میں گم تھے غرناطہ کے طبیب لسان الدین ابن الخطیب" نے نظریہ چھوت پر ایک کتاب لکھی اور اپنے تجربات کو سائنس کے طریق سے پیش کیا۔

ابن زھر بھی علاج بالحفظ کا قائل تھا وہ ثابت کرتا ہے کہ طبیعت مدبرہ جو جسم پر حکمران ہے بطور خود بغیر دوا کے امراض کو رفع کر سکتی ہے اس نے علم الامراض اور علم الادویہ کو الگ الگ کر دیا۔

گستاؤلی بان لکھتا ہے کہ

"عربوں کی طبی ترقیاں زیادہ تر فن جراحی' علامات امراض اور ادویات میں ہیں انہوں نے بہت سے علاج ایجاد کئے بہت سی دواؤں کا اضافہ کیا مثلاً خبار شیر۔ مسنا' کچلا اور الکحل وغیرہ مرکبات کے تو وہ گویا موجد ہیں کہ موجودہ زمانے میں کئے جانے والے

معالجات کے اکثر طریقے ہمیں انہیں سے پہنچے ہیں"(۴۴)

ان کے نزدیک فن جراحی کی ابتدائی ترقی بھی عربوں سے ہوئی اور زمانہ حال تک ان ہی کی تحقیقات پر مدارس طبیعہ کا دارو مدار رہا گیارھویں صدی میں کئے گئے اعمال جراحت مثلاً موتیا بند کا علاج اور پتھری کا نکالنا جس کو الزھراوی نے وضاحت کے ساتھ لکھا ہے نیز خون کو ٹھنڈے پانی سے بند کرنا اور سخت جراحی اعمال میں بے ہوشی کی دوا دینا عربوں میں جاری تھا۔

علامہ مقری نفح الطیب میں لکھتے ہیں کہ

"ابو مسلم بن خلدون اشروف اندلس میں سے تھے۔ علوم فلسفہ، ہندسہ اور طب پر تصرف کامل رکھتے تھے اور حرکات کواکب کے ماھرین میں سے تھے"(۴۵)

رشید اختر ندوی لکھتے ہیں کہ

"اندلس کے مسلمان بادشاہوں نے اپنے علماء کے سبب علم الادویۃ کو بہت ترقی دی ہر بڑے شہر میں بڑے خرچ سے سرکاری شفا خانے قائم کئے ان دواخانوں پر ویسی ہی توجہ کی جاتی جیسے آج کل ملک کے دفاع پر کی جاتی ہے ان دواخانوں کی دوائیں حکومت کی حفاظت میں تیار کی جاتی ان دواخانوں اور تجربہ گاہوں کے انچارج بڑے بڑے حکماء اور طبیب ہوتے اور نئی نئی ایجادات سے ملک کو آشنا کرتے حکومت جو دوائیں تیار کرتی وہ ہر ہسپتال اور ہر دواخانہ کو مہیا کی جاتیں"(۴۶)

حقیقتاً اندلسی عربوں نے طب میں بڑا نام پایا ہے ان میں سے ایک ایک نے اس فن پر سو سو کتابیں لکھیں امراض چشم، علم تولید، چیچک خسرہ اور مختلف بخاروں پر ان کی الگ الگ تصانیف موجود تھیں۔

یہ حقیقت ہے کہ یورپ کا موجودہ طریق علاج اور علم الادویہ اندلسی عربوں کا عطیہ ہے. اگرچہ موجودہ علم العلاج کی عمارت بہت اعلیٰ، بلند اور خوشنما ہے مگر تحقیق پر معلوم ہو گا کہ اس کی بنیادیں مسلمانوں ہی کی رکھی ہوئی ہیں اور یہ سب ایک ایسی قوم کا عطیہ ہے جو افریقہ کے ساحل سے ہوتی ہوئی اندلس میں آئی۔ پروفیسر ہٹی Hitti اس ضمن میں ایک حتمی رائے پیش کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ

"Muslim Spain wrote one of the brightest chapters in the intelectual history of Europe. Between the middle of the eighth and begining of the 13th centuries the Arabic- Speaking Peoples wers the main bearers of the torch of culture and

civilization through the world. More over they were medium throughwhich ancient science and phlilasophy were recovered, Supplemented and transmitted in such a way as to make possible the renaissance of western Europe. In all this Arabic Spain had a large share(۴۷)

حواشی

۱- عیون الانباء فی طبقات الاطباء ابن ابی اصیبعہ ص ۴۹۶
۲- طب العرب براؤن ص۱۱۰
۳- طب العرب' نیرواسطی ص ۳۸۹
۴- مصدر سابق واسطی ص ۳۹۰
۵- نفح الطیب المقری ۴۱۵
۶- نامور مسلمان سائنس دان ص۴۱۳ حمید عسکری
۷- عیون الانباء فی طبقات الاطباء ابن ابی اصیبعہ ص ۵۲ جلد دوم
۸- تاریخ الاطباء- غلام جیلانی برق ص۲۸۶
۹- طب العرب نیرواسطی ص ۴۰۱

10- Arabian Medicine- Campbell page 88 Val.1

۱۱- کشف الظنون- حاجی خلیفہ جلد اول ص ۶۱۱- ص ۶۱۲
۱۲- الاعلام- الزرکلی جلد سوم ۳۵۸
۱۳- معجم المولفین- عمر رضا جلد چہارم ص ۱۰۰
۱۴- طبقات الاطباء- ابن ابی اصیبعہ ص ۴۷۸
۱۵- تاریخ الحکماء- ابن القفطی ص ۲۷۳
۱۶- طبقات الاطباء- ابن ابی اصیبعہ ص ۴۷۹
۱۷- تاریخ الاطباء- غلام جیلانی برق ص ۴۴۲
۱۸- طب العرب- حکیم نیرواسطی ص ۱۲۴
۱۹- طب العرب- ڈاکٹر براؤن ص ۱۱۵
۲۰- معجم المولفین- عمررضا جلد ۵ ص ۲۵۸
۲۱- عربین میڈیسن- ڈاکٹر براؤن ص ۲۶۲
۲۲- تاریخ التمدن- الاسلامی جرجی زیدان جلد سوم ص۱۸۳
۲۳- عیون الانباء- ابن ابی اصیبعہ جلد دوم ص ۷۷

۲۴- تاریخ التمدن- اسلامی جرجی زیدان
۲۵- مسلمان یورپ میں- احسان الحق ص ۱۴۳
۲۶- تاریخ الاطباء- غلام جیلانی برق ص ۱۵۴
۲۷- کشف الظنون- حاجی خلیفہ جلد اول ص ۵۱
۲۸- معجم المولفین- عمر رضا ص ۲۲ جلد ہشتم
۲۹- تاریخ الاطباء- غلام جیلانی برق ص ۱۹۶
۳۰- طبقات الاطباء- ابن ابی اصیبعہ جلد دوم ص ۶۴
۳۱- تاریخ الاطباء- غلام جیلانی برق ص ۱۱۱
۳۲- طبقات الاطباء- ابن ابی اصیبعہ ص ۱۵۴
۳۳- مصدر سابق
۳۴- طبقات الاطباء- ابن ابی اصیبعہ ص ۲۱۲
۳۵- دانشوران اندلس- عبداللہ ص ۳۲۰
۳۶- تاریخ الحکماء- ابن القفطی ۳۱۴
۳۷- مسلم اسپین آئی- ایچ برنی ص ۴۹۶
۳۸- طبقات الاطباء- ابن ابی اصیبعہ ص ۴۶۲
۳۹- طب العرب- نیرواسطی ص ۳۹۲
۴۰- لٹریری ہسٹری آف دی عربز- ہٹی ص ۵۲۶
۴۱- میراث اسلام- آرنلڈ ص ۷
۴۲- مسلمان اندلس- میں رشید اختر ندوی ص ۴۰۷
۴۳- میراث اسلام- آرنلڈ ص ۴۹۶
۴۴- تمدن عرب- گستاؤلی بان ۴۵۳
۴۵- نفح الطیب- علامہ مقری ۴۵۳
۴۶- مسلمان اندلس- رشید اختر ندوی ص ۱۴۳

47- History of the Arabs- Hitti page 557